ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ڈاکٹر ندیم حسن
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو جامعہ چترال
ڈاکٹر فرزانہ اقبال
لیکچرار، گورنمنٹ ڈگری کالج ایبٹ آباد
ڈاکٹر ولی محمد
لیکچرار، شعبہ اردو جامعہ پشاور

اردو محاورہ چند نئے مباحث

Dr Nadeem Hassan
Assistant professor, Department of Urdu, University of Chitral.
Dr. Farzana Iqbal
Lecturer, Govt Degree College Abbotabad.
Dr Wali Muhammad
Lecturer, Department of Urdu, University of Peshawar.

Urdu Muhawara Chand Naey Mabahis

Idioms are specifically important in any language of the world because they give us a new creative way to express our view and to speak fluently. Unfortunately the new learners of Urdu language don’t know about the authentic definition of Idioms and its usage and meaning in their specific context. In this research paper the researchers have shed light on the nature, combination, types and usage of Urdu Proverbs.
Keywords: *Idiom, definition, types, misconceptions, examples, analysis.*

محاورہ کیا ہے؟ قواعد نویسوں اور مشاہیر زبان اردو نے محاورہ کی جتنی تعریفات بیان کیں ہیں کیا محاورہ تعریفات کے اس سانچے میں سما سکتا ہے؟ کیا یہ تعریفات محاورے کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں؟ کیا ہم لغت اور فرہنگوں میں درج محاورے کی شناخت کر سکتے ہیں؟ ایسے چند اہم سوالات کے جوابات تلاش کرنے سے پہلے محاورہ کی کچھ تعریفوں کا تنقیدی جائزہ لینا ضروری ہے۔

بنیادی طور پر محاورے کی دو اقسام ہیں:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"ا۔ مہارت، مشق، ہم کلامی، باہمی گفتگو، خاص گروہ کی بول چال۔" (۱)

"۲۔ ہمارے موضوع کا تعلق قواعد اور فرہنگوں میں درج ان تعریفوں سے ہے جس میں محاورے کی شناخت، ساخت اور اجزائے ترکیبی کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔" اردو لغت تاریخی اصول پر" میں محاورے کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے۔

"رواج، عادت، مشق، مہارت (۲) (قواعد) وہ کلمہ یا کلام جسے معتبر لوگوں نے لغوی معنی کی مناسبت یا غیر مناسبت سے کسی خاص معنی کے لیے مخصوص کر لیا ہو (حقیقی معنوں کی جگہ مجازی معنوں میں استعمال) کسی خاص گروہ کی بول چال یا لفظوں کی ترکیب۔" (۲)

اردو لغت تاریخی اصول پر میں درج تعریف سید احمد دہلوی کی تالیف، فرہنگ آصفیہ سے ملتی جلتی ہے۔ یہ تعریف محاورے کی ساخت، شناخت اور اجزاء جیسے اہم پہلوؤں کا احاطہ نہیں کرتی لہٰذا اس تعریف کی مدد سے محاورے کے بنیادی اجزاء کا تعین کرنا ممکن نہیں۔

"فرہنگ تلفظ" کے مؤلف "شان الحق حقی" محاورے کے حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

"ہم کلامی؛ مکالمہ؛ وہ فعل مرکب جو مخصوص معنی میں یا بلا تغیر اسی ترکیب کے ساتھ اہل زبان میں مستعمل ہو، مہارت، روانی۔"" (۳)

شان الحق حقی اردو زبان کے حوالے سے ایک اہم نام ہے۔ انہوں نے محاورے میں فعل مرکب کا ذکر تو کر دیا ہے لیکن بالا تغیر اسی ترکیب کے ساتھ اہل زبان میں مستعمل ہو، سمجھ سے بالاتر ہے یہ تعریف بھی طالب علموں کو ایسی معیار دینے سے قاصر ہے جس کی مدد سے محاورہ کی شناخت کی جا سکے۔

مولانا الطاف حسین حالی "مقدمہ شعر و شاعری" میں محاورے کی تعریف تفصیلی بحث کے ساتھ یوں کی ہے۔

"لغت میں بات چیت کو کہتے ہیں خواہ وہ بات چیت اہل زبان کے روزمرہ کے موافق ہو یا مخالف، لیکن اصطلاح میں خاص اہل زبان کے روزمرہ یا بول چال یا اسلوب بیان کا نام محاورہ ہے۔ پس ضروری ہے کہ محاورہ تقریباً دو یا دو سے زیادہ الفاظ میں پایا جائے کیوں کہ مفرد الفاظ کو روزمرہ یا بول چال یا اسلوب بیان نہیں کہا جاتا۔ بخلاف لغت کے کہ اس کا اطلاق ہمیشہ مفرد الفاظ پر یا ایسے الفاظ پر جو بمنزلہ مفرد کے ہیں کیا جاتا ہے مثلاً پانچ اور سات دو لفظ

ہیں جن پر الگ الگ لغت کا اطلاق ہو سکتا ہے مگر ان میں سے ہر ایک کو محاورہ نہیں کہا جائے گا بلکہ دونوں کو ملا کر جب پانچ سات بولیں گے تب محاورہ کہا جائے گا یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ترکیب جس پر محاورے کا اطلاق کیا جائے قیاسی نہ ہو بلکہ معلوم ہو کہ اہل زبان اس کو اسی طرح استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً اگر پانچ سات یا سات آٹھ یا آٹھ سات پر قیاس کر کے چھ آٹھ یا آٹھ چھ یا سات نو بولا جائے تو اس کو محاورہ نہیں کہیں گے، کیونکہ اہل زبان کبھی اس طرح نہیں بولتے، مثلاً بلا ناغہ پر قیاس کر کے اس کی جگہ بے ناغہ، ہر روز کی جگہ ہر دن، روز روز کی جگہ دن دن یا آئے دن کی جگہ آئے روز بولنا، ان میں سے کسی کو محاورہ نہیں کہا جائے گا کیونکہ یہ لفظ اس طرح اہل زبان کی بول چال میں نہیں آتے۔ کبھی محاورے کا اطلاق خاص کر ان افعال پر کیا جاتا ہے جو کسی اسم کے ساتھ مل کر اپنے معنوں میں نہیں بلکہ مجازی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں جیسے اُتارنا، اس کے حقیقی معنی کسی چیز کو اوپر سے نیچے لانے کے ہیں۔ مثلاً گھوڑے سے سوار کو اُتارنا، کھونٹی سے کپڑا اُتارنا، لیکن ان میں سے کسی پر محاورے کے دوسرے معنی صادق نہیں آتے کیونکہ ان سب مثالوں میں اُتارنا اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ہاں نقشہ اتارنا، نقل اتارنا، دل سے اتارنا یہ سب محاورے کہلائیں گے کیونکہ ان سب محاوروں میں اتارنے کا اطلاق مجازی معنوں پر کیا گیا ہے یا مثلاً کھانا، اس کے حقیقی معنی کسی چیز کو دانتوں سے چبا کر یا بغیر چبائے حلق سے اُتارنا کے ہیں۔ مثلاً روٹی کھانا، دوا کھانا لیکن ان میں سے کسی کو دوسرے معنوں کے لحاظ سے محاورہ نہیں کہا جائے گا کیونکہ ان سب مثالوں میں کھانا اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے ہاں! غم کھانا، قسم کھانا، دھوکا کھانا، پچھاڑیں کھانا یہ سب محاورے کہلائیں گے محاورے کے جو معنی ہم نے اول بیان کیے ہیں وہ عام یعنی دوسرے معنوں میں بھی شامل ہیں لیکن دوسرے معنی پہلے معنی سے خاص ہیں۔ پس جس ترکیب کو پہلے معنوں کے لحاظ سے محاورہ کہا جائے گا اس کو دوسرے معنوں کے لحاظ سے بھی محاورہ کہا جا سکتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس ترکیب کو پہلے معنوں کے لحاظ سے محاورہ کہا جائے اس کو دوسرے معنوں کے لحاظ سے بھی محاورہ کہا جائے مثلاً تین پانچ کرنا (یعنی جھگڑا کرنا، ٹنٹا کرنا) اس دونوں معنوں کے لحاظ سے کہہ سکتے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہیں کیونکہ یہ ترکیب اہل زبان کی بول چال کے موافق اور نیز اس میں تین پانچ کا لفظ اپنے حقیقی معنوں میں نہیں بلکہ مجازی معنوں میں بولا گیا ہے۔ لیکن روٹی کھانا، میوہ کھانا یا پانچ سات یا دس بارہ وغیرہ صرف پہلے معنوں کے لحاظ سے محاورہ قرار پا سکتے ہیں نہ کہ دوسرے معنوں کے لحاظ سے کیونکہ یہ تمام ترکیبیں اہل زبان کی بول چال کے موافق تو ضرور ہیں مگر ان میں کوئی لفظ مجازی معنوں میں مستعمل نہیں ہوا۔" (۴)

پنڈت برج موہن دتاتریہ اردو کے ابتدائی ماہرین لسانیات میں شمار کیے جاتے ہیں انہوں نے محاورے کی تعریف یوں بیان کی ہے۔

"وہ کلام جس کے لفظ اپنے معنی غیر موضوع لہ میں استعمال ہوتے ہوں محاورہ ہے۔" (۵)

مولانا الطاف حسین اور پنڈت برج موہن دتاتریہ کی تعریفات میں محاورے کی ساخت کسی حد تک واضح ہو رہی ہے۔ ان کی تعریفات اپنے دور اور معاصرین کے حوالے سے کہیں درجہ بہتر اور واضح ہیں۔ لیکن تحقیق میں کوئی بات حتمی نہیں ہوتی لہٰذا ان کی تعریفات کو ایسی تعریفات کے زمرے میں نہیں رکھا جا سکتا جو محاورے کے خدوخال کو مکمل طور پر واضح کر سکے۔

نور الحسن کاکوروی نے محاورے کی تعریف "نور اللغات" میں یوں بیان کی ہے۔

""اگر لفظ اپنے لغوی معنی میں مستعمل ہوں اور ترتیب و ترکیب اہل زبان کے استعمال کے مطابق ہو تو اس کے اصطلاحاً روزمرہ کہا جاتا ہے اور اگر مجازی معنوں میں مستعمل ہوں تو محاورہ، گویا محاورے میں بنیادی بات یہی ہے کہ اس کے الفاظ اہل زبان کی ترتیب و ترکیب کے مطابق مجازی معنی میں استعمال کیے گئے ہوں۔"(۶)

مندرجہ بالا تعریفات اور دیگر مشاہیر زبان اردو کی تعریفات کے بعد محاورے کے جو اجزائے ترکیبی وضع ہوتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ محاورہ ایک لفظ پر مشتمل نہیں ہو سکتا۔

۲۔ محاورہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا مجموعہ ہوتا ہے۔

۳۔ محاورہ میں تصرف نہیں ہو سکتا۔

۴۔ معتبر لوگ محاورے کی تشکیل اور معنی کا تعین کرتے ہیں۔

۵۔ محاورہ دوہرے معنی کا حامل ہو سکتا ہے۔

۶۔ محاورہ جملے میں استعمال کا محتاج ہے۔(۷)

یہ اجزائے ترکیبی اپنی جگہ اہمیت کے حامل ضرور ہیں لیکن قدیم و جدید لغات اور اساتذہ شعراء کے دواوین اور ادب عالیہ کے غائر مطالعہ ان اجزائے ترکیبی کے حوالے سے محاورے کے چند مباحث کو جنم دیتے ہیں۔

پہلی اور دوسری شق میں جو استدلال کیا گیا ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ محاورے کے اجزاء کے لحاظ سے دو اقسام ہیں۔

۱۔ مفرد یا یک لفظی محاورہ

۲۔ مرکب محاورہ (دو یا دو سے زیادہ الفاظ پر مشتمل)

مفرد یا یک لفظی محاورہ:

اب تک کی تحقیق کے مطابق یک لفظی محاورہ قواعد نویسوں اور مشاہیر زبان اردو کے ہاں خاطر خواہ توجہ حاصل نہیں کر سکا لیکن اساتذہ شعراء کے دواوین اور مشاہیر اردو نثر کی تحریروں کا بہ نظر غائر مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ مفرد یا یک لفظی محاورہ اپنی جگہ ایک ٹھوس حقیقت رکھتا ہے اور مختلف اساتذہ شعراء نے یک لفظی محاورے کو اپنے اشعار میں خوبی سے برتا ہے۔

داغ دہلوی کا یہ شعر ملاحظہ کیجیے جس میں ''اُلجھنا'' کو بطورِ محاورہ برتا گیا ہے۔

''الجھنا'' معنی ''حجت کرنا، تکرار کرنا

رقیب آیا ہے چھپ کر ترے در پر (۸)
مگر الجھا ہوا ہے پاسباں سے

ایک اور یک لفظی محاورہ ملاحظہ کیجیے:

چلنا، معنی بات کا اثر ہونا

داغ دہلوی کا شعر ملاحظہ کیجیے:

بالیں سے میرے آج وہ یہ کہہ کے اُٹھ گئے (۹)
اس پر دوا چلے نہ کسی کی دعا چلے

''ٹپکنا'' معنی ظاہر ہونا

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

غالب کا شعر ملاحظہ کیجیے:

گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی (۱۰)
در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا

کُھلنا، معنی بھلا معلوم ہونا، اچھا لگنا، زیبا دینا
اس حوالے سے غالب کا یہ شعر ملاحظہ کیجیے:

مونھ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں (۱۱)
زلف سے بڑھ کر نقاب اس شوخ کے منہ پر کھلا

مندرجہ بالا مثالوں کے علاوہ یک لفظی محاورے کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً باندھنا، ٹپکنا، سمجھنا، بننا، برسنا، بھیجنا، چکرانا، جھاڑنا، پھڑکانا، دھونا، کھینچنا، لگانا وغیرہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یک لفظی یا مفرد محاورہ سے صرف نظر ممکن نہیں۔

یہاں محاورے کی دوسری قسم "مرکب محاورے" کے حوالے سے یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ جب مرکب محاورے میں دو افعال اکٹھے ہو جائیں جیسے "دیکھنا بھالنا" ، "مارنا پیٹنا" وغیرہ تو یہ مرکب افعال کہلائیں گے۔

جہاں تک محاورے میں تصرف نہیں ہو سکتا والے استدلال کا تعلق ہے تو یہاں محاورے میں تصرف کی وضاحت ضروری تھی کیونکہ بعض اوقات محاورے میں الفاظ کی ترتیب بدلنے سے محاورے میں تصرف کیا جاتا ہے۔ اساتذہ شعراء کے کلام میں ایسے کئی مثالیں موجود ہیں جیسے یہ محاورہ ملاحظہ کیجیے:

"راز کھلنا" کے حوالے سے غالب کا یہ شعر ملاحظہ کیجیے:

اس کو ہے اس رازداری پر گھمنڈ (۱۲)
دوست کا ہے راز دشمن پر کھلا

اسی حوالے سے ایک اور مثال ملاحظہ کیجیے جس:
"ارمان نکلنا"

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اس حوالے سے غالب کا یہ شعر ملاحظہ کیجیے:

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے (۱۳)

یہاں غالب نے الفاظ کی ترتیب بدلنے سے محاورے میں تصرف کیا ہے۔ اسی طرح ناسخ کا ایک شعر ملاحظہ کیجیے:

"دھجیاں اُڑانا"

گر نہیں ہے جیب سینے کی اُڑا دے دھجیاں
فصلِ گل میں کس لیے دستِ جنوں درکار ہے (۱۴)

اسی "خون" کی جگہ "لہو" وغیرہ کا استعمال بھی محاورے میں تصرف کی مثال ہے۔ لہٰذا اساتذہ شعراء اور مشاہیر زبان اردو نثر نے محاورے کا استعمال کرتے ہوئے ادبی تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر محاورے میں ممکنہ حد تک تصرف کیا ہے۔ جہاں تک شق نمبر ۴ کے استدلال کا تعلق ہے جس کے مطاب معتبر لوگ محاورات کی تشکیل اور معنی کا تعین کرتے ہیں" بالفرض محال ہم یہ مان بھی نہیں کہ یہ درست ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عوام کو اس کی سمجھ کیسے آتی ہے۔ انہیں عوام تک پہنچانے اور آگے پھیلانے کا ذریعہ کیا ہوتا ہے۔ یہاں اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مشاہیر ادب اپنی نثر یا کلام کے ذریعے محاورے کو دوام بخشتے ہیں لیکن اس کی تشکیل و تشہیر میں عام طبقہ اور عوام اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

عورتوں کے حوالے سے جتنے بھی محاورے موجود ہیں وہ معاشرے کی عام خواتین کی بول چال کا حصہ تھے اور انہوں نے ہی اس کو مشتہر کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

محاورے کے اجزائے ترکیبی کی شق پنجم / ششم کے مطابق محاورہ دوہرے معنی کا حامل ہو سکتا ہے اور محاورہ جملے میں استعمال کا محتاج ہے۔ اس استدلال سے مجھے اتفاق ہے محاورہ دوہرے معنٰی کا حامل ہوتا ہے جس میں سے ایک معنی لغوی اور دوسرے مجازی ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا انحصار کسی جملے میں محاورے کے استعمال پر منحصر

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہے۔ مثال کے طور پر سمجھ لینا، جملے میں استعمال ہوئے بغیر یہ واضح نہیں کر رہا کہ وہ محاورہ ہے کہ نہیں اب جملے میں اس کا استعمال ملاحظہ کیجیے:

''میں ریاضی کا سوال سمجھ لوں گا۔'' یہ محاورہ نہیں ہے۔(لغوی معنی)

''میں زید کو سمجھ لوں گا۔'' یہ محاورہ ہے۔(مجازی معنی)

شروع میں اُٹھایا گیا سوال کہ آیا وہ کون سا پیمانہ یا معیار ہے جس کو بنیاد بنا کر کسی شعر یا جملے میں سے طالب علم محاورے کی پہچان کر سکیں کیونکہ لغت میں دیا گیا محاورہ شعر اور جملے میں اپنی اصل حالت میں استعمال نہیں ہوتا اور بد قسمتی سے ابھی تک ہم کوئی ایسا معیار نہیں بنا سکے جو کسی شعر یا جملے میں محاورے کی پرکھ کر سکے۔ اوپر درج کی گئی مثال ہی کو لیجیے۔

"میں زید کو سمجھ لوں گا"

اس میں محاورہ ''سمجھ لینا'' کسی عام طالب علم کے بس کی بات نہیں ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ، جلد چہارم، اردو سائنس بورڈ، طبع چہارم ۲۰۰۳، ص ۳۰۳

۲۔ سید احمد دہلوی، اردو لغت تاریخی اصول پر، جلد ہفت دوم اردو لغت بورڈ کراچی بار اول دسمبر ۲۰۰۰، ص۵۱۸

۳۔ شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ، ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۷، ص ۶۲۵

۴۔ الطاف حسین حالی، مقدمہ شعر و شاعری، دار النوادر ۲۰۱۱، ص۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵

۵۔ پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی، کیفیہ مکتبہ معین الادب اردو بازار لاہور ص۷۸ اطبع دوم مارچ ۱۹۵۰

۶۔ قدرت نقوی، سید، لسانی مقالات، مقتدرہ قومی زبان ص ۲۳۱، جون ۱۹۸۸

۷۔ ایضاً

۸۔ محاوراتِ داغ، مرتبہ، ولی احمد خان، ایم۔اے، مکتبہ ادب اردو بازار دہلی، اشاعت اول، ۱۹۴۴ء، ص ۳۰

۹۔ محاوراتِ داغ، مرتبہ، ولی احمد خان، ایم۔اے، مکتبہ ادب اردو بازار دہلی، اشاعت اول، ۱۹۴۴ء، ص ۱۷۸

۱۰۔ غالب، دیوانِ غالب، در مطبع نامہ لکھنؤ، بار ششم، اپریل ۱۹۰۴ء، ص۸

۱۱۔ ایضاً، ص ۷

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ایضاً، ص ۸۸

۱۴۔ لغات و محاوراتِ ناسخ، مرتبہ اورنگ زیب عالمگیر، ڈاکٹر، اشاعت اول، ادارہ تالیف و ترجمہ جامعہ پنجاب لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۱۴۹